غلبہ دین کے ذرائع صبر، استغفار اور انکسار

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱؍ دسمبر ۱۹۸۷ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت کی:۔

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْۤ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝

(المومن: ۵۶-۵۷)

اور فرمایا:

یہ دو آیات جن کی میں نے تلاوت کی ہے سورۃ المومن کی 56 ویں اور 57 ویں آیات ہیں۔ان کا ترجمہ یہ ہے کہ پس صبر کر کیونکہ یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ حق ہے اور ضرور پورا ہو کے رہے گا۔ وَّ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ اور اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتا رہ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح اس کی حمد کے ساتھ بلند کر یا لفظی ترجمہ ہوگا اپنے رب کی تسبیح اس کی حمد کے ساتھ بلند کر بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ شاموں اور راتوں کو بھی اور صبح کو بھی۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْۤ اٰيٰتِ اللّٰهِ یقیناً وہ لوگ جو جھگڑا کرتے ہیں خدا تعالیٰ کی آیات کے بارے میں بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ بغیر کسی غالب اور قوی دلیل کے جو ان کو خدا نے دی ہو اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا

كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيهِ ان کے دل میں سوائے کبر کے اور کچھ بھی نہیں اور اس کبر کو وہ کبھی بھی پا نہیں سکیں گے۔ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ پس اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ یقیناً وہ بہت سُننے والا اور بہت دیکھنے والا ہے۔

ان دونوں میں سے جو پہلی آیت ہے اس میں وہی مضمون بیان ہوا ہے جو سورۂ نصر میں بیان ہوا ہے لیکن فرق یہ ہے کہ سورۂ نصر میں فتح کے آنے کے بعد کی نصیحتیں ہیں اور اس آیت میں فتح کے آنے سے پہلے کی نصیحتیں جو فتح کو قریب تر لانے میں ممد و معاون ہو سکتی ہیں اور عجیب بات یہ ہے کہ بعد کا بھی نصیحت کا وہی مضمون ہے جو پہلے کا ہے صرف فرق یہ ہے کہ پہلے صبر کے مضمون کو زائد کر دیا گیا اور جن امور کی نصیحت فرمائی گئی ہے ان میں ترتیب کو بدل دیا گیا ہے۔ چنانچہ سورۂ نصر میں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ جب خدا کی طرف سے اس کی فتح ونصرت کا وعدہ پورا ہو جائے اور فتح ونصرت آ جائے وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا اور جب تو لوگوں کو دیکھے کہ حسب وعدہ وہ فوج در فوج خدا کے دین میں داخل ہو رہے ہیں تو اس کے بعد کیا کر؟ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ اللہ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کر وَاسْتَغْفِرْهُ اور اس سے بخشش مانگ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا یقیناً وہ بہت بخشنے والا ہے۔

اب اس مضمون کو ذہن نشین رکھتے ہوئے اس پہلی آیت کی طرف واپس لوٹتے ہیں۔ فرمایا فَاصْبِرْ صبر کر۔ یہ صبر کا مضمون سورۂ نصر میں موجود نہیں چونکہ وعدہ آ چکا ہے اور صبر کا تعلق وعدہ پورا ہونے سے پہلے کے مضمون سے ہے، پہلے کے زمانے سے ہے۔ پس اس کو چھوڑ کر فرمایا اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ اللہ کا وعدہ یقیناً آنے والا ہے حق ہے اس میں کوئی بھی شک نہیں وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ اپنے گناہوں کی بخشش طلب کر وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ اور اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کر بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ شاموں کو بھی اور صبح کو بھی، رات اور دن تسبیح کر۔

پس جہاں تک استغفار اور تسبیح اور تحمید کا تعلق ہے سورۂ نصر میں فتح کے نتیجے میں ان امور کی طرف توجہ دلائی گئی اور فتح کے وعدے کے انتظار میں، وعدے کے پورا ہونے کے انتظار میں بھی اسی مضمون کی طرف توجہ دلائی گئی لیکن وہاں تسبیح اور تحمید کے بعد استغفار کا ذکر ہے یہاں تسبیح و تحمید سے پہلے استغفار کا ذکر ہے اور اس سے پہلے صبر کی نصیحت کا اضافہ فرما دیا گیا۔

اس پر غور کرنے سے بہت سے نکات ہاتھ آتے ہیں اور فتح و نصرت کو قریب تر لانے کے لئے جو اسباب ہیں ان پر نظر پڑتی ہے اور انسان اس مضمون کو سمجھنے کے بعد پہلے سے بہتر دعوت الی اللہ کرنے کا اہل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ بہت سے دوست جو مجھ سے پوچھتے ہیں کہ دعوت الی اللہ تو ہم کر رہے ہیں لیکن ہماری دعوت کو پھل نہیں لگتا جبکہ اور بہت سے ہیں جو دعوت الی اللہ کا کام کرتے ہیں ہم سے کم وقت دیتے ہیں اور بظاہر علم میں بھی ہم سے زیادہ نہیں مگر ان کی دعوت کو پھل لگتا ہے۔ اس کا کیا علاج ہے؟

قرآن کریم کی اس آیت پر غور کرنے سے اس کا علاج سمجھ میں آجاتا ہے۔ خدا نے جس نصرت کا وعدہ فرمایا ہے کہ جوق در جوق لوگ دین اسلام میں داخل ہوں گے اس نصرت سے پہلے سب سے پہلے صبر کی تلقین فرمائی گئی۔ فرمایا کہ صبر کرنے والوں کے سوا اس عظیم الشان فتح کو دوسرے لوگ نہیں دیکھ سکتے اور یہ فتح صبر کرنے والوں کے مقدر میں لکھی گئی ہے۔ اس لئے صبر کے مضمون کو سب سے زیادہ اس میں اہمیت ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جب بھی غیر سے مقابلہ ہوتا ہے جیسا کہ دوسری آیت اس مضمون کو اور کھول دے گی تو اس مقابلے میں دنیا کی نظر کے لحاظ سے ایک طرف انتہائی کمزوری اور ایک طرف انتہائی بڑی طاقت ہوتی ہے اور کمزوری کو وعدہ دیا جا رہا ہے کہ وہ طاقت پہ غالب آجائے گی اور کمزور لوگ اس وعدے کے انتظار میں خدا سے ایک آس لگائے بیٹھے ہوتے ہیں چنانچہ غالب کے مقابل پر جب کمزور کو کھڑا کر دیا جائے تو کمزور اس مقابلے میں استقلال اختیار کر ہی نہیں سکتا جب تک اس کے اندر غیر معمولی صبر کی طاقت موجود نہ ہو اور صبر کے اندر دو مضامین ہیں ایک تو یہ کہ ہر قسم کی تکلیف کو برداشت کرتے چلے جانا اور کسی تکلیف کے موقع پر بھی مایوسی کا اظہار نہ کرنا، یقین کامل رکھنا کہ میں بہر حال غالب آؤں گا وقت کی بات ہے اس لئے جیسے کیسے بھی وقت کو کاٹوں کیونکہ بالآخر اس برے وقت نے ٹل جانا ہے اور اچھے وقت نے لازماً آنا ہے۔

پس صبر کے مضمون میں یقین کامل کا مضمون بھی داخل ہے اور وہی لوگ صبر کر سکتے ہیں جن کا ایمان قوی ہو، جو اپنے مقصد کے غلبے پر کامل یقین رکھتے ہوں اور کبھی بھی اس بارے میں متذبذب نہ ہوں کیونکہ یقین اور صبر دونوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ جہاں یقین میں کمی آئی وہیں صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جائے گا۔ اسی لئے بیماروں کو تسلی دلانے کے لئے ان سے صحت کی

باتیں کی جاتی ہیں۔ جب تک ان سے صحت کی باتیں نہ کریں کہ ہاں! آپ اچھے ہونے والے ہیں یا بے قرار ہے کوئی کسی تکلیف کی وجہ سے اور رات کا وقت ہے اسے کہا جاتا ہے کہ دیکھو! صبح تو آئے گی اور جلد ہی آنے والی ہے۔ صبح کا ذکر کیوں کیا جاتا ہے؟ اس لئے کہ صبح ایک یقینی چیز ہے اور صبح کے خیال سے طبیعت میں بشاشت پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح صحت کے ساتھ صبح کا ذکر بھی چلتا ہے رات کے مریضوں سے کیونکہ ایک یقینی حالت سے دوسری یقینی حالت کی طرف بھی توجہ مائل ہوتی ہے۔ اس لئے صبر کا صبر کے اندر اپنے اچھے انجام پر یقین کا مضمون بھی داخل ہے۔ فَاصْبِرْ یقیناً صبر کر نتیجہ کیا نکلا؟ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ اس مضمون کو خدا نے خود ظاہر فرما دیا۔ صبر اس لئے کر کہ خدا کا وعدہ ضرور پورا ہوگا اگر خدا کے وعدہ پورے ہونے میں کوئی شک ہوتا تو پھر تو یہ صبر کی تلقین نہ کی جاتی کیونکہ پھر یہ بڑا ظلم ہے۔ کسی کو جھوٹے وعدے دینا اور جھوٹی تسلیاں دینا یہ خدا کی شان کے خلاف ہے اور ایک شریف النفس انسان کی شان کے بھی خلاف ہے۔ پس فرمایا کہ ہم جو تجھے صبر کی تلقین کرتے ہیں تو بے جا تلقین نہیں کرتے بے مقصد تلقین نہیں کرتے۔ خدا کا وعدہ چونکہ لازماً پورا ہوگا اس لئے صبر کر اور ساتھ ہی صبر کے ساتھ خدا کے وعدہ پورا ہونے کا مضمون بھی متعلق ہے۔ جو صبر کے ساتھ انتظار کرتے ہیں ان کے حق میں وعدہ آیا کرتا ہے اور جو صبر چھوڑ دیتے ہیں ان کے لئے وہ وعدہ نہیں پورا ہوا کرتا۔ اس لئے یہ دونوں مضمون آپس میں گہرے بندھے ہوئے ہیں جن کا اٹوٹ تعلق ہے، ٹوٹ ہی نہیں سکتا کسی طرح۔

صبر کے اس مضمون میں اور بھی بہت سی چیزیں داخل ہیں لیکن اس وقت اس تفصیل میں جانے کا وقت نہیں ہے پہلے بھی بعض مواقع پر صبر کے متعلق میں تفصیلاً بیان کر چکا ہوں۔ **ایک بات بہر حال ذہن نشین رکھنی ضروری ہے ہر دعوت الی اللہ کرنے والے کے لئے کہ صبر کے بغیر نہ دعوت الی اللہ ہو سکتی ہے نہ صبر کے بغیر فتح کا دن دیکھنا نصیب ہو سکتا ہے۔** صبر کے بغیر انسان اپنی اچھی باتوں پر قائم بھی نہیں رہ سکتا۔ صبر کے بغیر ممکن نہیں ہے کہ انسان مایوسی سے بچ سکے اور اپنی نیکیوں پر استقلال اختیار کر سکے۔ اس لئے صبر بہت ہی ضروری ہے لیکن اس یقین کے ساتھ صبر جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کہ بالآخر خدا تعالیٰ لازماً فتح کا دن طلوع فرمائے گا۔

اس کے بعد فرمایا وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ اپنے گناہوں سے توبہ کرتا رہ یا استغفار کرتا

رہ، خدا سے بخشش طلب کرتا رہ۔ اسے سورۂ نصر میں تو بعد میں رکھا تھا یہاں پہلے رکھا ہے۔ بات یہ ہے کہ جو شخص بھی خدا کی طرف بلانے والا ہو اگر اس کی توجہ اپنی اندرونی صفائی کی طرف نہ ہو تو اس کی دعوت میں طاقت پیدا نہیں ہو سکتی کیونکہ دعوت کا تعلق اعمال صالحہ سے ہے۔ جتنی کسی کو زیادہ نیکی کی توفیق ملتی ہے اتنا ہی اس کی بات میں وزن پیدا ہو جاتا ہے۔ جتنا ہلکا اور کھوکھلا انسان ہو خواہ وہ کیسی ہی عمدہ تقریریں کرنے والا ہو، دلائل میں کیسا ہی غالب آنے کی اہلیت رکھتا ہو اس کی بات میں قوت پیدا نہیں ہوتی۔ اس لئے تبلیغ کرنے والوں کے لئے یہ راز سمجھنا بہت ضروری ہے کہ ان کو اعمال صالحہ کی طرف لازماً توجہ کرنی ہوگی۔

اعمال صالحہ کا مضمون تو لامتناہی ہے۔ ایک انسان ایک وقت کسی حالت میں ہے دوسرے وقت کسی حالت میں ہے، تیسرے وقت کسی حالت میں ہے۔ اگر وہ مسلسل بھی ترقی کر رہا ہو تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے عمل صالح کا آخری مقام حاصل کر لیا اس لئے یہ شرط نہیں لگائی جا سکتی کہ جب تک عمل صالح کامل نہ ہو جائے اس وقت تک تم تبلیغ نہ شروع کرو، اگر یہ شرط لگ جائے تو خدا کے بعض معصوم بندوں کے سوا دنیا میں کوئی کسی کو تبلیغ نہ کر سکے۔ اس لئے یہاں شرط یہ رکھ دی وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ کامل طور پر حسین عمل تمہیں نصیب نہیں بھی ہوئے تو استغفار تو کرو اپنی کمزوریوں کی طرف توجہ تو کرو، یہ تو سوچا کرو کہ تم میں کیا کیا خامیاں ہیں اپنے اندرونے کی طرف نگاہ رکھو اور پھر خدا سے مدد مانگتے رہو اگر تم یہ کرنا شروع کر دو تو پھر تمہاری دعوت میں طاقت پیدا ہو جائے گی۔ کیونکہ اس کے نتیجے میں پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ فتح کا دن لازماً آئے گا۔

استغفار کا نصیحت کے ساتھ ایک اور بھی بڑا گہرا تعلق ہے جسے اکثر لوگ بھلا دیتے ہیں۔ وہ لوگ جن کی نظریں دوسروں کی برائیاں تلاش کرنے کی طرف رہتی ہیں وہ نصیحت کی اہلیت ہی نہیں رکھتے ان کی باتوں میں تیزی پیدا ہو جاتی ہے، وہ تلوار کی طرح کاٹنے والی باتیں ہوتی ہیں، وہ زہر سے سارے وجود کو بھر دیتی ہیں اور جس کو بھی وہ نصیحت کرتے ہیں اس نصیحت سے وہ تکلیف پہنچاتے ہیں، اس کی اصلاح کی اہلیت نہیں رکھتے۔ جیسے کوئی سانپ ڈس جائے اس سے تکلیف پہنچتی ہے بعض لوگوں کی نصیحت میں ایسی کرواہٹ ہوتی ہے کہ ایسا زہر گھلا ہوا ہوتا ہے کہ اس کے نتیجے میں فائدے کی بجائے نقصان تو ہو جاتا ہے چنانچہ ایسی نصیحتوں سے بعض دفعہ لوگ تنگ آ کر ضد پر آ جاتے ہیں کہتے

ہیں ٹھیک ہے تم کہتے ہو تو میں یہ نیکی بھی نہیں کروں گا، تم ایسے بد بخت انسان ہو کہ تمہارے کہنے کی طرز میں ہی دشمنی اور ظلم ہے اس لئے اگر یہ نیکی بھی ہے تو اب میں یہ نیکی نہیں کروں گا کیونکہ تم کہہ رہے ہو۔

اس لئے نصیحت کس کی کامیاب ہوتی ہے اور کس کی نہیں ہوتی اس کا راز یہاں بیان فرمایا گیا۔ وہ لوگ جن کی نظر اپنے تک رہتی ہے، اپنی برائیاں تلاش کرتے رہتے ہیں، اپنی کمزوریاں دیکھتے رہتے ہیں اور خدا سے مدد مانگتے رہتے ہیں کہ اے خدا! ہم تو بہت ہی کمزور ہیں بہت ہی گناہ گار ہیں جو کام تو نے سارے عالم کو نصیحت کرنے کا ہمارے سپرد فرما دیا اس کام کی ہم اہلیت نہیں رکھتے کیونکہ ہم اندر سے داغدار ہیں اور تجھ سے بہتر اور کوئی نہیں ہے جو ہمارے گناہوں پر نظر رکھتا ہے اور ہمارے گناہوں کو جانتا ہے۔ اس لئے تیرے حکم کے تابع ہم نصیحت کر رہے ہیں اس زُعم میں نصیحت نہیں کر رہے کہ ہم نصیحت کے اہل ہیں۔ تیرے ارشاد کی تعمیل میں ہم دعوت الی اللہ کے لئے نکلے ہیں اس برتے اور اس زُعم پر نہیں کہ ہم اتنے ولی اللہ بن چکے ہیں کہ ہم لوگوں کو اپنی طرف بلائیں۔ یہ جو انکسار ہے طبیعت کا یہ دعوت الی اللہ میں طاقت پیدا کرتا ہے۔

یہ انکسار جو ہے طبیعت کا یہ استغفار کی طرف کثرت سے مائل کرتا ہے اور ایسا انسان جو مؤثر داعی الی اللہ بننا چاہے اس نکتے کو نظر انداز کر کے وہ کبھی مؤثر داعی الی اللہ نہیں بن سکتا۔ آپ کے اندر جو Humility انکسار ہونا چاہئے جس سے بات میں اثر پیدا ہوتا ہے اور بات میں مٹھاس پیدا ہوتی ہے اس مضمون کی طرف خدا نے توجہ فرمائی ہے کہ وَّ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ ہمہ وقت، ہر دم اپنے گناہوں کی طرف متوجہ رہ اور خدا تعالیٰ سے ان کی بخشش کے لئے طلب گار رہ۔ اس کے نتیجے میں تسبیح و تحمید کا مضمون خود بخود ابھرتا ہے جب انسان اپنے آپ کو گناہوں سے پاک نہیں دیکھتا اور خوبیوں سے خالی پاتا ہے تو اس کے نتیجے میں ایک ہی ذات اس کے لئے باقی رہ جاتی ہے جو سب گناہوں سے پاک ہے اور ساری خوبیوں سے مرصع ہے یعنی خدا تعالیٰ۔

پس اپنی نفی کے نتیجے میں خدا کا اثبات پیدا ہوتا ہے **لا الٰہ الا اللہ** کا یہ فلسفہ ہے کہ جب غیر اللہ مٹتے ہیں تب اللہ اُبھرتا ہے یعنی ویسے تو اللہ ہر جگہ ہے غیر اللہ ہے ہی کوئی نہیں لیکن انسان کی دنیا میں جو صاحبِ شعور ہے اس کی دنیا کا عجیب حال ہے جتنے زیادہ غیر اللہ اس کے دل میں موجود ہیں اتنا ہی خدا کا فقدان ہوتا چلا جاتا ہے۔ جتنے غیر اللہ مٹتے چلے جاتے ہیں اتنا ہی خدا

اُبھرتا چلا جاتا ہے۔ تو استغفار ذنب کے ساتھ تسبیح وتحمید کے مضمون کا ایک نہ ٹوٹنے والا تعلق ہے اور Inverse Proportion ہے ان کی یعنی ایک کم ہوگا تو دوسرا زیادہ ہو جائے گا، دوسرا کم ہوگا تو پہلا زیادہ ہو جائے جب پہلا زیادہ ہوگا تو دوسرا کم ہو جائے گا۔ بیک وقت دونوں نہیں بڑھتے یعنی انکسار اور تسبیح ان دونوں کا یہ اس قسم کا تعلق ہے کہ اپنے آپ کو کم دیکھیں گے تو خدا زیادہ نظر آئے گا اپنے آپ کو زیادہ دیکھیں گے تو خدا کم نظر آئے گا۔

پس مومن کی یہ تعریف بیان فرمادی گئی کہ مومن کے اندر ایک انتہائی انکسار ہوتا ہے، اس کی آنکھ ہمیشہ اپنی جانب کھلی رہتی ہے اور غیر کو جو نصیحت کرتا ہے وہ امتثال امر میں کرتا ہے خدا کے حکم کے تابع چونکہ خدا نے اس کو مأمور فرما دیا ہے اور نصیحت کرتے وقت اس کے دل میں ہمیشہ شرمندگی رہتی ہے۔ شرمندگی کے بغیر استغفار پیدا ہی نہیں ہوسکتا۔ اس لئے ہمیشہ نفس شرمندہ رہے ہمیشہ نفس اپنی کمزوریوں پر نگاہ رکھتا رہے اور خدا سے استغفار کرتے ہوئے اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہوئے جب پھر انسان کسی دوسرے کو نصیحت کرتا ہے تو اس نصیحت میں خدا کی تسبیح وتحمید کی قوت پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ اس انکسار کے نتیجے میں اس کے دل سے تسبیح اٹھتی ہے اور تحمید اٹھتی ہے اور جو باتیں وہ خدا کی طرف منسوب کرتا ہے اور خدا کی طرف بڑے محبت اور پیار سے منسوب کرتا ہے خدا وہی باتیں اس میں پیدا کرنے لگ جاتا ہے۔ اسی لئے اس کی زبان میں ایک غیر معمولی شان اور غیر معمولی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔

فرمایا بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ راتوں کو بھی تسبیح وتحمید کیا کر اور صبح کو بھی۔ یہاں رات کو پہلے بیان فرمایا ہے کیونکہ رات اندھیرے اور مایوسی کا وقت ہوا کرتا ہے اور صبح کو بعد میں رکھا لیکن وہی یقین پیدا کرنے کے لئے جیسے ماں بیمار بچے کو کہہ دیتی ہے تم ضرور اچھے ہو گے اور صبح بھی ضرور آئے گی۔ خدا فرماتا ہے کہ جس رب کی تو تسبیح وتحمید کرتا ہے وہی ہے جو راتوں کے بعد صبح کو بھی لانے والا ہے۔ اس لئے یقین رکھ کہ وہ خدا تیری رات کو بھی ضرور صبح میں تبدیل کر دے گا اور تسبیح وتحمید جتنی زیادہ کریں گے اتنا ہی زیادہ زبان پاک ہوتی چلی جائے گی، اتنا ہی زیادہ آپ اندھیروں کو روشنیوں میں تبدیل کرنے کے اہل ہوتے چلے جائیں گے۔

اس کے برعکس کچھ لوگ ہیں جو خدا کے نام کو پھیلانے والوں کے خلاف ایک مہم کا آغاز کرتے ہیں اور وہ طاقت میں بڑے ہوتے ہیں وہ جھگڑے میں زیادہ شدید ہوتے ہیں اور بڑی قوت

کے ساتھ وہ ان کمزور تھوڑی تعداد کے لوگوں پر حملہ کرتے ہیں جو خدا کی طرف بلانے کا عزم لے کر دنیا میں خدا ہی کی خاطر نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ تم تو تیار ہو گئے ہو تم تو بڑی پاک نصیحتوں کے ساتھ دنیا کو نیکی اور حق کی طرف بلانے کے لئے نکلے ہو۔ تم میں انکسار ہے، تم اپنی بڑائی نہیں کوئی سمجھتے محض خدا کی خاطر یہ سب کام ہیں میٹھی زبان کے ساتھ اور نرم دل کے ساتھ تم لوگوں میں پاک تبدیلی پیدا کرنا چاہتے ہو لیکن اس کے باوجود تم سے ایسا سلوک نہیں ہوگا جیسا تم دنیا سے کر رہے ہو۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ ایسے بڑے بڑے عظیم طاقتوں والے لوگ ہیں جو دنیا کے لحاظ سے عظیم طاقتیں رکھتے ہیں وہ خدا کی آیات کے بارے میں تم سے شدید جھگڑا کریں گے اور وہ لڑیں گے تم سے اس بات پر کہ تم کیوں خدا کی آیات بیان کرتے ہو اور اپنا یہ حال ہے کہ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ اللہ کی آیات میں جھگڑا کر رہے ہیں اور خدا نے ان کو ایک بھی دلیل عطا نہیں کی اپنے حق میں۔

یہ جو مضمون ہے بغیر دلیل کے لڑتے ہیں اس مضمون میں بھی بڑی گہرائی ہے اور بہت دلچسپ مضمون ہے۔ پہلی بات تو یہ سمجھنے والی ہے کہ سلطان سے مراد عام دلیل نہیں ہے۔ سلطان سے مراد یہ ہے ایسی روشن اور واضح دلیل جس میں غالب آنے کی طاقت ہے اور جس کے نتیجے میں سلطانی عطا ہوتی ہے۔ لفظ سلطان یعنی بادشاہ اسی لفظ سے نکلا ہے جس سے سلطان دلیل نکلی ہے اور ایک ہی مادہ ہے اور اس میں چمک کے معنی بھی پائے جائے ہیں، اس میں نور کے سوا قوت اور آگ اور توانائی کے معنی بھی پائے جاتے ہیں اور غالب آنے کے معنی بھی پائے جاتے ہیں۔ تو فرمایا خدا تعالیٰ نے تو ان کو کوئی ایسی دلیل عطا نہیں کی جس کے نتیجے میں وہ دنیا میں غالب آنے کے خواب و خیال بھی کر سکیں۔ چھوٹی موٹی گھٹیا، ذلیل باتیں ہیں جو لے کر تم سے جھگڑنے کے لئے نکلے ہیں لیکن سلطان ان کے پاس کوئی نہیں۔ اب یہ جو مذہبی محاورہ ہے دیکھئے! دنیا کے محاورے سے کتنا برعکس ہے؟ کتنا مختلف ہے؟ غالب تو کہتا ہے:۔

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا!
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

(دیوان غالب صفحہ: ۱۸۲)

خدا فرماتا ہے ان کی سادگی دیکھو تلواریں ہیں صرف ہاتھوں میں دلیل کوئی نہیں کوئی غالب آنے والی قوی دلیل نہیں ہے کیونکہ غالب دلیلوں کے ذریعے سلطانی عطا کی جاتی ہے۔ اس کے بغیر سلطانیاں چھین لی جاتی ہیں، سلطانوں کو فقیر بنا دیا جاتا ہے۔ مذہب کی دنیا میں تو یہی قانون چلے گا۔ فرمایا ان کی سادگی کو دیکھو ان بیوقوفوں کو کہ خدا والوں سے لڑنے کے لئے نکلے ہیں اور کوئی سلطان نہیں ہے اور جب سلطان نہیں تو پھر لڑتے کس برتے پہ ہیں ہاتھ میں تلوار ہے یہ مضمون اس کے اندر شامل کر دیا گیا ہے۔

چنانچہ یہ کیوں ہے؟ فرمایا اِنۡ فِیۡ صُدُوۡرِہِمۡ اِلَّا کِبۡرٌ اس لئے کہ اپنے آپ کو بڑا سمجھ رہے ہیں۔ جو شخص دنیا کی طاقت رکھتا ہو، دنیا کا غلبہ رکھتا ہو اس کے اندر ایک کبر پیدا ہو جاتا ہے وہ سمجھتا ہے میں بہت بڑا ہوں مجھے اختیار ہے جو چاہے میں کروں لیکن اس لفظ کبر کو خدا تعالیٰ نے دو طرف سے باندھا ہے بہت ہی عظیم الشان مضمون ہے جو اس لفظ میں یہاں رکھ دیا گیا یہ کہہ کر کہ اِنۡ فِیۡ صُدُوۡرِہِمۡ اِلَّا کِبۡرٌ وہ وجہ بیان فرما دی گئی جس کے نتیجے میں خدا سے دور لوگ خدا والوں سے لڑا کرتے ہیں اور ہمیشہ تکبر کے نتیجے میں ایسا ہوتا ہے۔ اس سے پہلے خدا نے مومنوں کو یہ تنبیہ کر دی تھی کہ اگر تمہارے اندر نفس کا تکبر رہا تو تم خدا والے نہیں کہلا سکتے اور خدا کی طرف سے لڑنے کے مجاز نہیں رہو گے، خدا کی فوج میں شامل کئے جانے والوں میں سے تم نہیں ہو گے کیونکہ خدا تعالیٰ تو استغفار کرنے والوں کو اپنی فوج میں شامل کیا کرتا ہے۔ وہ جو ہمہ وقت اپنے آپ کو کچھ نہیں سمجھتے اور کامل انکسار کے ساتھ اپنی کمزوریوں پر نگاہ رکھتے ہوئے خدا سے بخشش طلب کرتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں یہ ہے خدا کے پاک بندوں کی تعریف جو خدا کی فوج میں داخل کئے جاتے ہیں۔ اس کے برعکس جو ان سے لڑنے کے لئے نکلیں گے وہ کون ہوں گے یُجَادِلُوۡنَ فِیۡۤ اٰیٰتِ اللّٰہِ جن کا ذکر ہے۔ فرمایا ان کے پاس دلیل کوئی نہیں ہے، ان کے پاس محض دنیا کی طاقت ہے اِنۡ فِیۡ صُدُوۡرِہِمۡ اِلَّا کِبۡرٌ ان کے دل عجز سے عاری ہیں، انکساری سے خالی ہیں متکبر لوگ اور دنیا کی طاقت کے بل پر وہ خدا والوں کو مغلوب کرنے کے لئے نکلتے ہیں۔ یہ کہہ کر کہ دل میں کبر موجود ہے ساتھ یہ فرما دینا مَّا ہُمۡ بِبَالِغِیۡہِ عجیب مضمون ہے۔ فرمایا ان کے دل میں کبر ہے لیکن وہ اس کبر کو پا نہیں سکیں گے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ کبر ان کا جاتا رہے گا ان کی ساری طاقتیں چھین لی

جائیں گی اور اگر وہ خدا کی مخالفت کے نتیجے میں اور خدا کے پاک بندوں کی مخالفت کے نتیجے میں دنیا میں کسی بڑائی کو چاہتے ہوں اور ان کی مخالفت کے نتیجے میں دنیا والوں سے کوئی داد چاہتے ہوں اور رتبہ چاہتے ہوں اور اپنی طاقت کو بڑھانا چاہتے ہوں جیسا کہ ہمیشہ جماعت احمدیہ کی مخالفت میں مخالفین کے یہ پیش نظر رہا۔ تو آغاز تو کبر سے ہوا لیکن فرمایا کہ وہ جس مقصد کو چاہتے ہیں یعنی دنیا کی طاقت کو بڑھانے کے لئے یہ شرارت کرتے ہیں وہ دنیا کی طاقتوں کو خدا کی جماعتوں کی مخالفت کے ذریعے نہیں پا سکتے بلکہ جو کبر ان کے دل کا ہے وہ بھی چھین لیا جائے گا وہ دنیا میں ذلیل و رسوا اور نہتے کر دیئے جائیں گے۔ پس عجیب فصاحت و بلاغت کا مرقع ہے یہ آیت جس نے اس مضمون کو دونوں طرف سے باندھا۔ سورۂ نصر میں اس استغفار کو فتح کے بعد رکھا گیا ہے اور تسبیح و تحمید کے بعد رکھا گیا۔ فرمایا:۔

اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَ الۡفَتۡحُ ۙ﴿۲﴾ وَ رَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰهِ اَفۡوَاجًا ۙ﴿۳﴾ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ وَ اسۡتَغۡفِرۡهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ﴿۴﴾ (النصر:۲-۴)

صاف بتا دیا کہ صرف ان کی ناکامی کی پیشگوئی نہیں بلکہ مومنوں کی فتح کی بھی پیشگوئی فرما دی گئی ہے۔ فرمایا ان کے ہاتھ سے تو ان کا کبر جاتا رہے گا لیکن مومنوں کو وہ فتح ضرور نصیب ہو گی جس کا وعدہ دیا گیا ہے اور جس فتح کے آخر پر استغفار کی طرف توجہ دلائی گئی۔

پس یہ عجیب خدا کے بندوں کا حال ہے، عجیب نقشہ ہے۔ فرمایا جب وہ خدا کی خاطر لڑنے کے لئے نکلتے ہیں تو بظاہر کتنے بڑے دشمن ان کے سامنے صف آراء ہوں وہ صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے ایک لمحہ کے لئے مایوس نہیں ہوتے اور اپنی بڑائی نہیں سمجھتے بلکہ ہر لمحہ اپنے آپ کو کمزور دیکھتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی استغفار کرتے ہوئے اس کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور ان کے ہتھیار خدا کی تسبیح اور خدا کی تحمید ہیں۔ ان کے مقابل پر ان کا دشمن ہے اس کے پاس دنیا کی طاقتیں تو موجود ہیں جس کے نتیجے میں اس کے دل میں کبر پیدا ہو گیا ہے مگر وہ سلطان سے خالی ہیں۔ کوئی ایسی دلیل ان کے پاس نہیں جو خدا نے ان کو عطا کی ہو اور کوئی غالب آنے والی علامت ان میں موجود نہیں جس کے نتیجے میں سلطانی عطا کی جاتی اور جو کبر ان کے پاس ہے ایک وقت ایسا آئے گا کہ

خدا اس کبر سے بھی ان کو محروم کر دے گا یعنی کبر کی ظاہری وجہ سے بھی ان کو محروم کر دے گا اور مومنوں کو لازماً فتح عطا کرے گا۔ فرمایا فاستغفر باللہ پھر استغفار کرو۔

تو مومنوں کے آغاز میں بھی استغفار ہے اور انجام میں بھی استغفار ہے اور بہت سے مضامین کے علاوہ اس کی ایک وجہ یہ ہے جسے جماعت احمدیہ کو ہمیشہ ملحوظ رکھنا چاہئے کہ اگر آغاز میں انکسار سچا تھا تو فتح کے بعد دل میں یہ خیال نہیں پیدا ہونا چاہئے کہ ہم نے یہ چالاکی کی تھی ہم نے ایسی زبردست لڑائی کی تھی ہم نے یہ ہوشیاری کی تھی اس لئے خدا نے ہمیں فتح دی بلکہ وہ انکسار قائم رہنا چاہئے۔ مومن کے انکسار کی حالت میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی فتح سے پہلے بھی اس کے اندر انکسار ہوتا ہے، فتح کے بعد بھی اس میں انکسار ہوتا ہے۔ جب اپنے آپ کو کمزور دیکھتا ہے اس وقت بھی اس میں انکسار ہوتا ہے جب اپنے آپ کو طاقتور اور غالب دیکھتا ہے اس وقت بھی اس کے اندر انکسار ہوتا ہے۔

چنانچہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ جس انکسار کے ساتھ مدینہ سے نکلے تھے اسی انکسار کے ساتھ مدینے میں داخل ہوئے۔ نکلنے کا مضمون بالکل اور تھا بالکل نہتے، بے اختیار اور بے طاقت دنیا کے لحاظ سے، غاروں میں چھپ کر رہنے والے اور دبے پاؤں ایک سفر اختیار کرنے والے تا کہ دشمن کو آپ کی آہٹ کی آواز نہ آئے، آپ کے پاؤں کی آہٹ بھی نہ سنائی دے۔ اس حال میں جو سفر کرنے والا ہے وہ داخل ہوتا ہے تو ایسے کامل انکسار کے ساتھ کہ خدا نے اسے فتح عطا فرما دی۔ صحابہ بیان کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی تسبیح اور تحمید اور استغفار کے ساتھ روتے روتے آپ کی ہچکی بندھ رہی تھی اور سر جھکتے جھکتے اس کاٹھی کے ساتھ لگ گیا تھا جس پر آپ بیٹھے ہوئے تھے اور اس حالت میں دنیا کا سب سے عظیم فاتح مکہ میں داخل ہو رہا ہے۔ (السیرۃ النبویہ لابن ھشام جلد ۴ صفحہ: ۹۱ مطبوعہ بیروت)

تو فرمایا کہ تمہارا استغفار تبھی معنی رکھے گا اگر فتح کے بعد بھی قائم رہے اگر فتح سے پہلے کی حالت اور ہوگی اور فتح کے بعد کی حالت اور ہو جائیگی تو تم خدا کی فوج میں داخل ہونے کے اہل نہیں ہوگے۔ اگر تم سچے تھے پہلے کہ تمہاری اپنی طاقتوں سے نہیں بلکہ خدا کے فضل سے ہی تمہیں فتح نصیب ہونی ہے تو اس سچ کو پھر قائم رکھنا اور فتح کے بعد بھی یہ نہ خیال کر لینا کہ تمہاری طاقت کے نتیجے میں، تمہاری ہوشیاریوں کے نتیجے میں، تمہارے منصوبے کے نتیجے میں خدا تعالیٰ نے فتح بخشی ہے بلکہ اپنے اندر کچھ بھی نہ دیکھنا اور خدا کی تسبیح و تحمید میں مصروف رہنا۔

جن قوموں نے غالب آنا ہے خدا کے نام پر ان کے لئے تو ضروری ہتھیار ہے اگر وہ ان ہتھیاروں کے بغیر لڑنے کی کوشش کریں گے تو یہ ان کی سادگی کی انتہا ہے وہ کبھی کامیاب نہیں ہوں گے اور اگر وہ ان ہتھیاروں کو سجائیں گے اور ان ہتھیاروں پر بھروسہ کرتے ہوئے صبر کے ساتھ آگے بڑھیں گے تو خدا کا وعدہ ہے کہ سلطان ان کے مقدر میں ہے اور ان کا دشمن ہر سلطان سے محروم کر دیا جائے گا۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:۔

آج بھی نماز جمعہ اور عصر کے بعد کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب ہوگی۔ ایک تو ہمارے سلسلہ کے ایک دیرینہ پرانے مخلص کارکن اور بہت اچھے داعی الی اللہ قریشی فضل حق صاحب گول بازار ربوہ کی اچانک وفات کی اطلاع ملی ہے۔ بڑے مخلص فدائی اور جاں نثار مجاہد تھے اور اس دن بھی جس دن ان کو اچانک دل کا حملہ ہوا ہے خدا کی خاطر ہی سفر اختیار کر کے واپس آئے تھے۔ نماز کے بعد واپس گئے ہیں تو اپنا دروازہ کھولنے کی توفیق نہیں ملی اسی وقت دل کا حملہ ہوا ہے اور ہسپتال میں اسی رات وفات پائی۔ ان کے ایک صاحبزادے یہاں انگلستان کی جماعت کے ممبر ہیں۔

دوسرا مکرمہ صالح خاتون صاحبہ اہلیہ مکرم شیخ مختار احمد صاحب مرحوم یہ ہمارے عزیز مکرم مولود احمد خان صاحب اور مسعود احمد خان صاحب دہلوی اور پروفیسر سعود احمد خان صاحب کی ہمشیرہ تھیں۔ مولود صاحب کو تو آپ جانتے ہیں یہاں انگلستان میں ایک لمبا بحیثیت امام مسجد لندن خدمت کی توفیق پاچکے ہیں۔ ان کے دو بھائی ابھی بھی خدا کے فضل سے واقفین زندگی ہیں یعنی مسعود احمد خان دہلوی اور سعود احمد خان صاحب۔

ایک اور خاتون ہیں امیر بیگم صاحبہ اہلیہ شیر محمد صاحب مرحوم یہ بھی موصیہ تھیں اور ہمارے اسیرِ راہ مولا رانا نعیم الدین صاحب کی ہمشیرہ تھیں۔

پھر ایک والدہ صاحبہ مکرمہ فرحت ریحان صاحبہ ماڈل ٹاؤن سے انہوں نے درخواست کی ہے اور ایک مکرمہ والدہ صاحبہ فائز محی الدین صاحب قریشی۔ فیروز محی الدین صاحب جو یہاں رہے ہیں کافی عرصہ اسلام آباد میں بھی خدمت کرتے رہے ہیں پہلے بطور واقف زندگی افریقہ میں بھی ان کو لمبا عرصہ خدمت کی توفیق ملی ہے ان کی پہلی بیگم اور ان کے بیٹے فائز محی الدین کی والدہ تھیں۔ ان سب کی نماز جنازہ غائب انشاءاللہ نماز عصر کے معاً بعد ہوگی۔